زبیر احمد خالد

خلیفۂ راشد، عادل، برحق، امیر المؤمنین

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

جلیل القدر صحابی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عالم اسلام کی ان چند گنی چنی ہستیوں میں سے ایک ہیں جن کے احسان سے یہ امت مسلمہ سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ آپ ان چند کبار صحابہ میں سے ہیں جن کو سید الاولین والآخرین سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں مسلسل حاضری اور اللہ رب العزت کی جانب سے نازل شدہ وحی کو لکھنے کا شرف حاصل تھا۔ پھر آپ اسلامی دنیا میں وہ مظلوم ہستی ہیں جن کی خوبیوں اور ذاتی محاسن وکمالات کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا بلکہ ان کو چھپانے کی مکمل کوشش کی گئی اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ آپ پر بے بنیاد الزامات کی بوچھاڑ کی گئی، آپ سے متعلق ایسی باتیں بنائی گئیں اور ان کو پھیلایا گیا جن کا کسی عام صحابی تو درکنار کسی شریف انسان سے ہونا ناممکن اور بعید از عقل ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف جس شد ومد کے ساتھ پروپیگنڈے کا طوفان کھڑا کیا گیا جس کی وجہ سے آپ کا وہ حسین ذاتی کردار، آپ کے اوصاف حمیدہ اور کمالات نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ جو سید الاولین والاخرین سرکار دو عالم ﷺ کے فیض صحبت سے پیدا ہوئے تھے۔ سیدنا امیر معاویہؓ جو حضور اندس ﷺ کے منظور نظر تھے آپ کئی سال تک کتابت وحی کے نازک فرائض سرانجام دیتے رہے اور حضور اقدس ﷺ سے علم وعمل کے لیے دعائیں لیتے رہے۔ آپ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہی اپنی قائدانہ صلاحیت کا لوہا منوایا۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے بحری بیڑہ تیار کیا، اپنی عمر کا ایک حصہ رومیوں کے خلاف جہاد میں گزارا، ہر مرتبہ دشمن کو لوہے کے چنے چبوائے۔ مگر افسوس! کہ آج دنیائے اسلام بھی ان کو فراموش کر چکی ہے۔

ابتدائی حالات: سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد سیدنا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے اپنے خاندان میں ایک ممتاز مقام کے مالک تھے اپنے قبیلے کے سرداروں میں شمار ہوتے تھے فتح مکہ کے روز آپ مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کے اسلام قبول کرنے سے نبی کریم ﷺ کو بے حد خوشی ہوئی اور حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے گا، اسے امن دے دیا جائے گا۔

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ آپ اپنی قوم کے سردار تھے۔ آپ کے حکم کی اطاعت کی جاتی تھی۔ آپ کا شمار مالدار لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں رہے اور غزوہ حنین اور غزوہ یرموک میں شرکت فرمائی اور ۳۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت بعثت نبوی سے پانچ برس پہلے ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ میں بہادری، شجاعت اور قائدانہ صلاحیت کے آثار نمایاں تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ ابھی نوعمری ہی میں تھے، آپ کے

والد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف دیکھا اور فرمایا ''میرا بیٹا بڑے سروالا اس لائق ہے کہ اپنی قوم کا سردار بنے ''۔آپ کی والدہ ہندہ نے سنا تو فرمانے لگیں ''فقط اپنی قوم کا، میں اس کا ماتم کروں، اگر یہ پورے عالم عرب کی قیادت نہ کرے'' (الاصابہ) اسی طرح ایک مرتبہ عرب کے ایک قیافہ شناس نے آپ کو دیکھا اور کہنے لگا ''میرا خیال ہے کہ یہ اپنی قوم کا سردار بنے گا۔

قبول اسلام: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظاہری طور پر تو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے مگر حقیقت میں آپ اس سے قبل ہی اسلام قبول کر چکے تھے مگر بعض مجبوریوں کی بنا پر اسلام ظاہر نہ فرمایا تھا۔مشہور مؤرخ علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا امیر معاویہؓ نے صلح حدیبیہ کے بعد ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔مگر آپ نے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا اور فتح مکہ کے روز ظاہر فرمایا ۔علامہ ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں ''عمرۃ القضا سے پہلے اسلام لے آیا تھا مگر مدینہ طیبہ جانے سے ڈرتا تھا''۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بدر، احد، خندق اور غزوہ حدیبیہ میں آپ کفار کی جانب سے شریک نہ ہوئے۔حالانکہ اس وقت آپ جوان تھے۔آپ کے والد سالار کی حیثیت سے شریک ہورہے تھے۔آپ کے ہم عمر نوجوان بڑھ چڑھ کر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ لے رہے تھے۔ان تمام باتوں کے باوجود آپ کا شریک نہ ہونا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسلام کی حقانیت ابتداء ہی سے آپ کے دل میں گھر کر چکی تھی۔اسلام لانے کے بعد آپ مستقلاً حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے اور اس مقدس جماعت کے رکن رکین بن گئے۔جسے سرکار دوعالم ﷺ نے کتابت وحی کے لیے مامور فرمایا تھا ۔چنانچہ وحی حضور ﷺ پر نازل ہوتی۔آپ اسے قلم بند فرماتے، جو خطوط احکامات وفرامین سرکار دوعالم ﷺ کے دربار سے جاری ہوتے، انہیں بھی تحریر فرماتے، وحی خداوندی لکھنے کی وجہ سے آپ کو کاتب وحی بھی کہا جاتا ہے۔

علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ کے کاتبین میں، سب سے زیادہ خدمت اقدس میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حاضر رہتے۔ان کے بعد دوسرا درجہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔یہ دونوں حضرات دن رات آپ ﷺ کی خدمت میں رہتے۔اس کے سوا اور کسی کام میں مصروف نہیں ہوتے تھے۔حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں کتابت وحی کا کام جتنا نازک تھا اور اس کے لیے جس احساس ذمہ داری، امانت ودیانت اور علم وفہم کی ضرورت تھی، وہ محتاج بیان نہیں۔

ایک مرتبہ سرکار دوعالم ﷺ نے آپ کو دعا دی اور فرمایا: **اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدیا** ۔''اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے''۔ایک دوسرے موقع پر دعا دیتے ہوئے فرمایا **اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب و قہ العذاب**۔ اے اللہ! معاویہ کو حساب وکتاب کا علم عطاء فرما اور عذاب سے اس کی حفاظت فرما نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی خلافت وامارت کی پیشین گوئی فرمائی، اور دعا بھی فرمائی تھی، نیز سیدنا امیر معاویہؓ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کے لیے وضو کا پانی لے کر کھڑا تھا آپ

نے پانی سے وضوفرمایا وضو کے بعد میری طرف دیکھا اور فرمایا اے معاویہ! اگر آپ کو حکومت دی جائے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور انصاف کرنا ان روایات سے صاف واضح ہے کہ سیدنا امیر معاویہؓ کو دربار نبوت میں کیا مرتبہ اور مقام حاصل تھا اور حضور اقدس ﷺ کتنی محبت فرماتے تھے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور حضرت امیر معاویہؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا اے معاویہؓ تمہارے جسم کا کون حصہ میرے جسم کے ساتھ مل رہا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا پیٹ اور سینہ آپ کے جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے یہ سن کر آپ ﷺ نے دعا دی۔ **اللھم املاہ علماً**۔ اے اللہ اس کو علم سے بھر دے۔ ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت معاویہؓ کی برائی کی گئی تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا۔ قریش کے اس نوجوان کی برائی مت کرو، جو غصہ کے وقت ہنستا ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے بغیر اسکی رضا مندی کے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے سر کی چیز کو حاصل کرنا چاہو تو اس کے قدموں پر جھکنا پڑے گا (یعنی انتہائی غیور و شجاع)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپؓ نے فرمایا۔ تم میرے بعد آپس میں فرقہ بندی سے بچو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو جان لو کہ معاویہؓ شام میں موجود ہیں۔ نیز آپؓ کے متعلق سیدنا عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے۔ تم قیصر و کسریٰ اور ان کی سیاست کی تعریف کرتے ہو۔ حالانکہ خود تم میں معاویہ موجود ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کی نظر میں آپؓ کا مرتبہ اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے آپ کے بھائی یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کے انتقال کے بعد آپ کو شام کا گورنر مقرر کیا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے گورنروں اور والیوں کے تقرر کے معاملہ میں انتہائی محتاط تھے اور جب تک کسی شخص پر مکمل اطمینان نہ ہو جاتا اسے کسی مقام اور علاقہ کا امیر مقرر نہ کرتے تھے پھر جس شخص کو گورنر بناتے اس کی پوری نگرانی فرماتے اور جب کبھی معیار مطلوب سے فروز محسوس ہوتا اسے معزول فرما دیتے تھے ان کا آپ کو شام کا گورنر مقرر کرنا اور وصال تک انہیں اس عہدے پر باقی رکھنا ظاہر کرتا ہے کہ ان کو آپ پر مکمل اعتماد تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا، وہ بھی آپ پر مکمل اعتماد کرتے تھے۔ تمام اہم معاملات میں آپ سے مشورہ لیتے اور اس پر عمل کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بھی آپ کو شام کی گورنری کے عہدہ پر نہ صرف باقی رکھا بلکہ اس کے ساتھ آس پاس کے دوسرے علاقوں اردن حمص اور فلسطین وغیرہ بھی آپ کے ماتحت گورنری میں دے دیئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک فقہی مسئلہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی گئی تو آپ نے فرمایا۔ **انہ فقیہ** یقیناً معاویہؓ فقیہ ہیں (جو کچھ انہوں نے کیا اپنے علم و فقہ کی بنا پر کیا ہوگا) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے جواب میں فرمایا۔ **انہ قد صحب رسول اللہ** ﷺ۔ کہ معاویہؓ نے حضور اقدس ﷺ کی صحبت کا شرف اٹھایا ہے اس لیے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول مشہور ہے **مارایت اخلق للملک من معاویۃ** کہ میں نے معاویہؓ سے بڑھ کر سلطنت اور بادشاہت کے لائق کسی کو نہ پایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عمیر بن سعدؓ کو حمص کی گورنری سے معزول کر دیا اور

ان جگہ حضرت معاویہؓ کو مقرر کیا تو کچھ لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ حضرت عمیرؓ نے انہیں سختی سے ڈانٹا اور فرمایا کہ معاویہؓ کا صرف بھلائی کے ساتھ ذکر کرو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ان کے متعلق یہ دعا دیتے ہوئے سنا ہے، اے اللہ! اس کے ذریعہ سے ہدایت عطا فرما۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سرداری کے لائق کوئی آدمی نہیں پایا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، فرمایا کرتے تھے، میں نے حضرت عثمان غنیؓ کے بعد کسی کو معاویہؓ سے بڑھ کر حق کا فیصلہ کرنے والا نہیں پایا۔ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ سے ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا۔ کہ یہ بتلایئے کہ سیدنا امیر معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ میں کون افضل ہے؟ سوال کرنے والے نے ایک جانب ایک صحابی کو رکھا جس پر طرح طرح کے اعتراضات کئے گئے تھے اور دوسری طرف اس جلیل القدر تابعی کو جس کی جلالت شان پر تمام امت کا اتفاق۔ یہ سوال سن کر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ غصہ میں آ گئے اور فرمایا۔ تم ان دونوں کی آپس میں نسبت پوچھتے ہو خدا کی قسم۔ وہ مٹی جو نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے معاویہؓ کے گھوڑے کے ناک کے سوراخ میں چلی گئی تھی وہ بھی عمر بن عبدالعزیزؒ سے افضل ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور حکومت میں کبھی کسی کو کوڑوں سے سزا نہیں دی مگر ایک شخص نے سیدنا امیر معاویہؓ پر زبان درازی کی تھی اس کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں۔

حلیہ وسیرت: آپ ایک وجیہہ اور خوبصورت انسان تھے رنگ گورا تھا اور چہرے پر وقار اور بردباری تھی۔ حضرت مسلمؓ فرماتے ہیں کہ معاویہؓ ہمارے پاس آئے اور لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھے۔ اس ظاہری حسن و جمال کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے آپ کو سیرت کی خوبیوں سے بھی نوازا تھا چنانچہ ایک بہترین عادل حکمران میں جو اوصاف ہو سکتے ہیں وہ سب کے سب آپ کی ذات میں موجود تھے۔

حکمرانی: حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ ہوا۔ آپؓ نے سیدنا عثمان غنیؓ کے زمانہ میں ہی بحری فوج تیار کی تھی اور عبداللہ بن قیس حارثیؓ کو اس کا افسر مقرر کیا تھا۔ اپنے عہد حکومت میں انہوں نے بحری فوج کو ترقی دی۔ مصر اور شام کے ساحلی علاقوں میں بہت سے جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے۔ چنانچہ ایک ہزار سات سو جنگی جہاز رومیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ بحری فوج کے کمانڈر جنادہ بن ابی امیہؓ تھے اس عظیم الشان بحری طاقت سے آپ نے قبرص، روڈس جیسے اہم یونانی جزیرے فتح کئے اور اسی بحری بیڑہ سے قسطنطنیہ کے حملہ میں بھی کام لیا ڈاک کا محکمہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں قائم ہو چکا تھا آپ نے اس کی تنظیم و توسیع فرمائی اور تمام حدود سلطنت میں اس کا جال بچھا دیا، اپنا نیا محکمہ ''دیوان خاتم'' کے نام سے قائم فرمایا، خانہ کعبہ کی خدمت کے لیے متعدد غلام مقرر فرمائے اور دیبا حریر کا بہترین غلاف بھی بیت اللہ پر چڑھایا۔ آپ اکتالیس سال امیر رہے۔ علامہ ابن کثیرؒ آپ کے عہد خلافت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''آپ کے دور حکومت میں جہاد کا سلسلہ قائم رہا۔ اللہ کا حکم بلند ہوتا رہا اور مال غنیمت سلطنت کے اطراف سے بیت المال میں آتا رہا اور مسلمانوں نے راحت و آرام اور عدل و انصاف سے زندگی بسر کی۔ آپ کا دور حکومت ہر اعتبار سے ایک کامیاب دور شمار کیا جاتا ہے آپ کے دور میں مسلمان خوش حال رہے اور انہوں نے امن و چین کی زندگی گزاری آپ نے، رعایا کی بہتری اور دیکھ بھال کے لیے متعدد اقدامات کئے جن میں سے ایک انتظام آپ نے یہ کیا کہ ہر قبیلہ اور قصبہ میں آدمی مقرر کئے جو ہر خاندان میں گشت کر کے یہ معلوم کرتے کہ کوئی بچہ تو پیدا نہیں ہوا یا کوئی مہمان باہر سے آ کر تو یہاں نہیں ٹھہرا۔ اگر کسی بچہ کی پیدائش یا کسی مہمان کی آمد کا علم ہوتا تو اس کا نام لکھ لیتے اور پھر بیت المال سے اس کے لیے وظیفہ جاری کر دیا جاتا تھا''۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ ''حضرت معاویہؓ کا اپنی رعایا کے ساتھ برتاؤ بہترین حکمران کا برتاؤ تھا اور آپ کی رعایا آپ سے محبت کرتی تھی''۔ حضرت ثابتؓ جو حضرت ابوسفیانؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں روم کے غزوہ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ شریک تھا جنگ کے دوران ایک عام سپاہی اپنی سواری سے گر پڑا اور اٹھ نہ سکا تو اس نے لوگوں کو مدد کے لیے پکارا سب سے پہلے جو شخص اپنی سواری سے اتر کر اس کی مدد کو دوڑا وہ سیدنا امیر معاویہؓ تھے''۔

رافضی مؤرخ امیر علی حضرت معاویہؓ کی خلافت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''مجموعی طور پر حضرت معاویہؓ کی حکومت اندرون ملک بڑی خوشحال اور پُر امن تھی۔ خارجہ پالیسی کے لحاظ سے بڑی کامیاب تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا معاویہؓ عام مسلمانوں کے معاملات میں دل چسپی لیتے تھے ان کی شکایات کو بغور سنتے اور پھر حتی الامکان انہیں دور فرماتے تھے۔

آپ کی حکومت پر ایک اثناءعشری مؤرخ ابن طباطبا تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''سیدنا حضرت امیر معاویہؓ دینوی معاملات میں بہت ہی دانا، حلیم اور باجبروت فرمانروا تھے۔ سیاست میں کمال حاصل تھا، حلم کے موقع پر حلم اور سختی کے موقع پر سختی بھی فرماتے تھے مگر حلم بہت غالب تھا۔

سیدنا امیر معاویہؓ کا قول ہے کہ ''غصہ کے پی جانے میں جو مزہ مجھے ملتا ہے وہ کسی شے میں نہیں ملتا مگر یہ سب حلم اور بردباری اس وقت تک ہوتی ہے جب تک کہ دین اور سلطنت کے امور پر زد نہ پڑتی ہو''۔ اسی وجہ سے اگر کہیں سختی کرنے کا موقع ہوتا تو سختی بھی فرماتے اور اصول پر کسی کی مداخلت برداشت نہ فرماتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ''میں لوگوں اور ان کی زبانوں کے درمیان اس وقت تک حائل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ ہمارے اور ہماری سلطنت کے درمیان حائل نہ ہونے لگیں''۔ اسی طرح ایک اور موقعہ پر سیدنا امیر معاویہؓ اصول سیاست بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے وہاں تلوار کام میں نہیں لاتا جہاں زبان کام دیتی ہے وہاں کوڑا کام میں نہیں لاتا اگر میرے اور لوگوں کے مابین بال برابر بھی تعلق قائم ہوا سے ختم نہیں ہونے دیتا جب لوگ اسے کھینچتے ہیں تو میں ڈھیل دے دیتا ہوں اور جب وہ ڈھیل دیتے ہیں تو میں کھینچ لیتا ہوں''۔

وفات: آپ کی پوری زندگی علم و عمل کی زندگی تھی۔ آپ سے جتنا کچھ ہو سکا آپ نے مسلمانوں اور عوام الناس کی اصلاح اور بہبود کے لیے کام کیا اور اس کے لیے اپنی پوری زندگی خرچ کر دی۔ مگر افسوس! کہ اس کے باوجود آپ پر بے سروپا الزامات

کی بوچھاڑ کی جاتی ہے ۶۰ ھ میں آپ ۷۸ سال کے تھے کہ طبیعت کچھ ناساز ہوئی پھر طبیعت خراب ہوتی چلی گئی، طبیعت کی ناسازی مرض الموت میں تبدیل ہوگئی۔ اسی مرض میں آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو آپ کا آخری خطبہ ثابت ہوا۔ ''اے لوگو! بعض کھیتیاں ایسی ہیں جن کے کٹنے کا وقت قریب آچکا ہے۔ میں تمہارا امیر تھا، میرے بعد مجھ سے بہتر کوئی امیر نہ آئے گا، جو بھی آئے گا مجھ سے کم تر ہی ہوگا، جیسا کہ مجھ سے پہلے امیر آئے وہ مجھ سے بہتر تھے''۔ اسی خطبہ کے بعد آپ نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا، تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت فرمائی اور فرمایا کہ ''میرے پاس ایک سرکار دو عالم ﷺ کا کپڑا ہے اور کچھ نبی کریم ﷺ کے بال مبارک اور ناخن مبارک ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کے کپڑے کو میرے کفن میں ساتھ رکھ دینا بال ناخن مبارک کو میری ناک منہ اور سجدہ کی جگہ رکھ دینا پھر ارحم الراحمین کے حوالہ کر دینا'' وصیت کے بعد مرض بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ دمشق میں ۲۲ رجب ۶۰ ھ میں علم و حلم تدبر کا یہ آفتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

نماز جنازہ: آپ کی نماز جنازہ حضرت ضحاک بن قیسؓ نے پڑھائی اور دمشق میں ہی آپ کی تدفین ہوئی۔

ایک دن عبدالمالک بن مروانؒ آپ کی قبر کے قریب سے گزرے تو کھڑے ہوگئے کافی دیر تک کھڑے رہے اور دعا خیر کرتے رہے۔ ایک آدمی نے سوال کیا۔ یہ کس کی قبر ہے؟ عبدالمالک بن مروانؒ نے جواب دیا۔ یہ اس شخص کی قبر ہے کہ ''جب وہ بولتے تو علم و تدبر سے بولتے تھے اگر خاموش ہوتے تو حلم و بردباری کی وجہ سے خاموش ہوتے تھے۔ جسے دیتے تھے تو غنی کر دیتے تھے۔ جس سے لڑتے تھے، اسے فنا کر دیتے۔

ایک افسوس ناک بات: ۲۲ رجب کو ملت اسلامیہ کا عظیم حکمران عظیم سرمایہ ہم سے جدا ہوا اور اہل سنت غفلت کی وجہ سے ۲۲ رجب کو کونڈوں کے عنوان سے اس ملعون رسم میں شریک ہو کر لاعلمی میں اپنے عظیم مربی و محسن، عظیم رہنما اور قائد کی موت پر جشن مناتی ہے خصوصاً اہل سنت کو عقل و شعور سے کام لینا چاہیے۔ اس رسم کو اپنے گھروں سے نکال دینا چاہیے اس ملعون رسم کی بجائے ہمیں رجب میں اپنے عظیم محسن و مربی، عظیم قائد و جرنیل و حکمران کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کرنا چاہیے تاکہ نسل نو اپنے اس عظیم رہنما کے تعارف سے محروم نہ رہے۔

مضمون نگاروں سے ضروری گزارش

''نقیب ختم نبوت'' میں لکھنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضامین/نظمیں ہر مہینے کے پہلے ہفتے میں مرکزی دفتر کو ارسال کر دیا کریں۔ مہینے کے آخر میں کام کا بوجھ بڑھ جانے کی وجہ اُن کی درستی، چناؤ، ترتیب میں بہت دقت پیش آتی ہے۔ امید ہے، آپ آئندہ اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ زید الطافکم

(مدیر)